قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

فرما دو! اے پوری دنیا کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (الاعراف: ۱۵۸)



پیغامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھی گئی
اور غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینے والی
دنیائے اسلام کی منفرد ترین تحریر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز
بشیر کالونی سرگودھا
0301-3057570- 0483215204 - 048-3215205

فہرستِ مضامین

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

باب اول:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام

(۱)۔ پوری دنیا کا مرکز

ہمارے نبی کریم ﷺ ملک عرب میں بھیجے گئے۔ یہ پوری دنیا کے وسط میں موجود ہے۔ آپ دنیا کا نقشہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ ملک عرب افریقہ، یورپ اور ایشیا تینوں کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کے مشرق بعید میں آسٹریلیا اور مغرب بعید میں امریکہ موجود ہے۔

اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس شہر میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس شہر کا نام مکہ ہے اور لغت میں مکہ زمین کی ناف کو کہتے ہیں اور ہڈی کے مرکزی گودے کو بھی کہتے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ: سُمِّیَتْ بِذٰلِکَ لِاَنَّھَا فِیْ وَسْطِ الْاَرْضِ یعنی مکہ کو مکہ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ زمین کے وسط میں موجود ہے (مفردات صفحہ ۴۹۱)۔

گویا عرب سے اٹھنے والی آواز پوری دنیا میں چاروں طرف ایک ہی رفتار کے ساتھ پہنچ سکتی ہے اور آپکی اس مرکزی شہر میں ولادت آپکی رسالت کو تقویت دینے کا خدائی انتظام ہے۔

(۲)۔ دنیا کی جامع ترین زبان، عربی

آپ ﷺ کی زبان عربی ہے۔ عربی زبان ایک نہایت جامع زبان ہے۔ تھوڑے لفظوں میں وسیع مفہوم کو سمیٹ سکتی ہے۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں۔ اللہ ایک ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ اس طرح ہے۔ God is one۔ اس کا عربی ترجمہ اس طرح ہے اَللّٰہُ وَاحِدٌ۔ آپ غور فرمائیں۔ اردو اور انگریزی میں تین تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ جب کہ عربی میں یہی مفہوم صرف دو لفظوں میں بیان ہو گیا ہے۔ ایک اور مثال دیکھیے۔

عربی: لا الہ الا اللہ

اردو: اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں

انگریزی: No one is able to be worshiped except Allah.

آپ ﷺ کا دنیا کے مرکز میں تشریف لانا اور پھر آپ کی زبان اور قرآن کی زبان کا دنیا کی جامع ترین زبان ہونا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تائید کرتا ہے۔

(۳)۔ محمد، قرآن اور اسلام

ہمارے نبی ﷺ کا اسم گرامی محمد ہے محمد کا معنی ہے، جس کی تعریف کی گئی ہو، یہ نام ہی بتا رہا ہے کہ اس ہستی میں کمال موجود ہے اور یہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اتنا خوبصورت نام دنیا کے کسی پیغمبر یا مذہبی پیشوا کا نہیں ہوا۔

آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآن ہے۔ قرآن کا معنی ہے بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔ آپ پوری دنیا گھوم کر دیکھ لیں۔ واقعی قرآن اپنے اصلی الفاظ کے ساتھ پڑھا جا رہا ہے اور سب کتابوں سے زیادہ پڑھا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے حافظوں کی تعداد گن کر دکھانا ممکن ہی نہیں۔ بے شمار زبانوں میں اس کے ترجمے اور تفسیریں بھی لکھ دی گئی ہیں اور مدارس میں ہر گلی ہر کوچے میں بے تحاشا پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے۔

ہمارے دین کا نام اسلام ہے۔ اسلام کا معنی ہے مان لینا اور تسلیم کر لینا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بھی مان لے، اسلام کے دروازے اس کے لیے کھلے ہیں۔ اسلام کے لفظ میں کسی شخصیت، قوم، علاقے اور محدود وقت کی بو بھی موجود نہیں ہے۔ باقی تمام مذاہب کے نام ہی بتاتے ہیں کہ وہ یا تو کسی شخصیت کی طرف منسوب ہیں یا کسی علاقے یا قوم تک محدود ہیں۔ جب کہ اسلام عالمگیر اور پوری انسانیت کا مذہب ہے۔ اسی لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا یعنی اے نبی کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (اعراف ۷:۱۵۸)۔

باب دوم:

کمالات اور معجزات

(۱)۔انسانی زندگی کا مقصد

مسلمان کی زندگی عام لوگوں کی طرح بے مقصد نہیں ہوتی بلکہ اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ قرآن شریف میں ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (الذاریٰت :۵۶)۔دوسری جگہ فرمایا: خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً یعنی اللہ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کس کے ہیں (الدہر: ۲)۔

قرآن نے واضح کردیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد محض روٹی کھانا یا محض بچے پیدا کرنا نہیں بلکہ اپنے سیرت و کردار کو درست رکھنا مقصد ہے۔روٹی کے لیے ایک کتا بھی دوسرے کتے سے لڑتا ہے اور جنسی ملاپ ایک خنزیر بھی کرتا ہے، پھر انسان اگر ان سے ممتاز ہے تو کس وجہ سے؟

یہی وہ فرق ہے جسے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے غیر مسلم دنیا تباہی تک پہنچ چکی ہے۔جنسی بے راہ روی نے نوجوانوں کو شادی کے قابل بھی نہیں رہنے دیا، ایڈز اور طرح طرح کی بیماریوں نے جکڑ لیا ہے۔ایسے نوجوانوں کو اسلام کے دامن کے سواء کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَ مَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنُ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی جو شخص مجھے اس کی ضمانت دے جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو دو ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری حدیث رقم: ۶۴۷۴)۔اس حدیث کے الفاظ اور ان کی معنی خیزی پر غور کیجیے! اور دنیائے انسانیت کی اخلاقی تعمیر کے حوالے سے بھی اس پر غور فرمائیے!

دو جبڑوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کو صحیح استعمال کرنے کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز یعنی شرمگاہ کے صحیح استعمال کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، مختصر

سے الفاظ میں دنیا کے خطرناک ترین امراض کا علاج کر دیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، مَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ؟ یعنی سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط شخص کون ہے؟ فرمایا: اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِلْمَوْتِ، وَاَشَدُّھُمْ اِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ، اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْاَکْیَاسُ، ذَھَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَکَرَامَةِ الْاٰخِرَةِ جو شخص سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کے لیے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر: ۶۴۸۸)۔

(۲)۔ وسیع ترین تعلیمات

ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فرمائی ہے۔ کھانے پینے اور سونے جاگنے جیسے ذاتی معاملات ہوں، نکاح طلاق اور حقوق العباد جیسے ازدواجی اور معاشرتی معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشیات وترجیحات جیسی سائنسز ہوں، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس عظیم پیغمبر کی تعلیمات سے تشنہ نہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں ایک عظیم ترین انسان، اعلیٰ ترین مصلح اخلاق، حیرت انگیز معیشت دان، ماہر ترین قانون ساز، منصف ترین جج، سمجھدار سیاست دان اور بندہ پرور حکمران ہیں۔

اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنے بیوی بچوں کو بھی وقت دیتے تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔

یہاں ہم محض نمونے کے طور پر مختلف علوم سے متعلق محض ایک ایک قرآنی آیت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو تفصیلی معلومات کا خود بخود اندازہ ہو جائے گا۔

۱۔ سائنس:۔ آسمان اور زمین آپس میں جڑے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا (انبیاء ۲۱: ۳۰)۔

۲۔ معاشیات:۔ غنیمت کا مال اللہ اور رسول کے لیے، رشتہ داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے تا کہ دولت محض امیر لوگوں میں گردش نہ کرتی رہے (حشر ۵۹:۷)۔

۳۔ معاشرت:۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے (الحجرات: ۱۳)۔

۴۔ اخلاقیات:۔ اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں (الفرقان ۲۵: ۶۳)۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کا اخلاق ایسا تھا کہ تمام انسانوں کی عمریں کھپ جائیں تو پھر بھی اخلاق ایسا اعلیٰ درجہ حاصل نہ کرسکیں۔ دشمن کے لیے اپنی چادر بچھا دینا اور اپنے سر پر کوڑا پھینکنے والی کی تیمارداری کو چلے جانا اسی معلم اخلاق کا کام ہے۔

۵۔ سیاسیات:۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو (النساء۴: ۵۸)۔

۶۔ تعلیم:۔ اگر تمہیں خود معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو (النحل ۱۶: ۴۳)۔

۷۔ ترجیحات:۔ اس نبی کے مہاجر اور انصار ساتھی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید حاجت ہو (حشر ۵۹:۹)۔

(۳)۔ پیغمبرانہ باتیں

آپ ﷺ کی تمام تعلیمات آپ کے سچا پیغمبر ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ یہاں ہم آپ کی دانائی پر مبنی حکیمانہ باتوں کے چند ایسے نمونے پیش کرتے ہیں جن کے سامنے دنیا بھر کے دانشور دم بخود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ یعنی لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا آدھی عقل ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۶۵۶۸، المستند حدیث رقم: ۱۷۳۷)۔

۲۔ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ یعنی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی جیسی نہیں ہوتی (مسند احمد حدیث رقم: ۲۳۵۱، المستند حدیث رقم: ۱۷۵۵)۔

۳۔ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ یعنی غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے (مسلم حدیث رقم: ۲۴۲۰، بخاری حدیث رقم: ۶۴۴۶، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۷۳، المستند حدیث رقم: ۱۷۴۰)۔

۴۔ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِیْشَةِ یعنی خرچ میں میانہ روی آدھی معاشیات ہے (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۶۵۶۸، المستند حدیث رقم: ۱۷۳۷)۔

5۔ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ یعنی اولاد بخیل اور بزدل بنادیتی ہے (ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۶۶۶، المستند حدیث رقم: ۱۷۵۰)۔

۶۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِی صَدْرِکَ وَکَرِهْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ یعنی نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں چبھے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے (مسلم حدیث رقم: ۶۵۱۶، ۶۵۱۷، المستند حدیث رقم: ۱۷۳۹)۔

۷۔ لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرُبَةٍ یعنی حلیم وہی ہو سکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہے جس کے پاس تجربہ ہو (ترمذی حدیث رقم: ۲۰۳۳، المستند حدیث رقم: ۱۷۳۲)۔

۸۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ یعنی لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۸۴۲، المستند حدیث رقم: ۱۷۴۴)۔

۹۔ اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّیْطٰنِ یعنی جلدی شیطان کراتا ہے (ترمذی حدیث رقم: ۲۰۱۲، المستند حدیث رقم: ۱۷۳۱)۔

۱۰۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جو عاجزی میں رہتا ہے اللہ اسے بلند کردیتا ہے

(شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۸۱۴۰، المستند حدیث رقم: ۱۷۵۶)۔

۱۱۔ صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بَعَثَھُمْ کَمَا بَعَثَنِیْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ (مسند الفردوس: ۳۷۱۰، جلاء الافہام صفحہ ۱۹)۔

ہم نے آپ کے صرف گیارہ ارشادات نمونے کے طور پر پیش کیے ہیں۔ ورنہ آپ کی ہر بات اسی طرح علمی اور گہری ہوتی ہے۔

(۴)۔ معجزات

معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کا اولین ثبوت ہوتے ہیں۔ معجزہ کا معنی ہے لوگوں کو عاجز کر دینے والا کام۔ یہ عام روٹین اور عادت کے خلاف ایسا کمال درجہ کا کام ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں اور مخالفین عاجز آ جائیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بے شمار معجزات دکھائے ہیں مثلاً:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ وہ بھیڑیا ایک چٹان پر چڑھ کر کتے کی طرح بیٹھ کر دم ہلانے لگا اور کہنے لگا میں نے اللہ کے دیے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش کی اور اسے پکڑ لیا۔ مگر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح بھیڑیے کو بات کرتے کبھی نہیں سنا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی حیرت انگیز وہ آدمی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان والے نخلستان میں تمہیں بتاتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ وہ آدمی یہودی تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ساری بات بتائی اور مسلمان ہو گیا (مسند احمد حدیث رقم: ۸۰۸۳، المستند حدیث رقم: ۲۶۹)۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا جس نے سوسمار (گوہ) کو شکار کر کے پکڑا ہوا تھا۔ کہنے لگا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام

نے بتایا یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم میں تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہا اور سوسمار کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سوسمار! اس نے بڑی واضح زبان کے ساتھ جواب دیا جسے تمام لوگوں نے سنا۔ کہنے لگا میں حاضر ہوں اور ہر خدمت کے لیے تیار ہوں اے قیامت کے دن لجپالوں کے لجپال۔ فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا اس ذات کی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، جس کی بادشاہی زمین میں ہے، جسکے راستے سمندر میں ہیں، جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کی ناراضگی جہنم میں ہے۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور آخری نبی، وہ فلاح پا گیا جس نے آپکی تصدیق کی اور وہ رسواء ہوا جس نے آپکو جھٹلایا۔ وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا (الشفاء ۱/۲۰۴، الوفا ۱/۳۳۶، المستند حدیث رقم: ۲۷۰)۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابن عباس اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہم تینوں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی، یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے دھیان دیا مگر کوئی چیز نہ دیکھی۔ پھر دوبارہ متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی پر نظر پڑی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یارسول اللہ میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تا کہ میں انہیں جا کر دودھ پلاؤں اور پھر آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔ فرمایا ایسا ہی کرو گی؟ اس نے کہا اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے جگا ٹیکس لینے والوں جیسا عذاب دے۔ آپ نے اسے کھول دیا۔ وہ چلی گئی اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں دیہاتی جاگ گیا۔ (جس نے اسے شکار کر کے قید کر رکھا تھا)۔ اس نے کہا یارسول اللہ مجھ سے کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں اسے آزاد کر دو۔ اس نے اسے آزاد کر دیا، وہ تیزی سے بھاگ گئی اور کہہ رہی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں (الشفاء ۱/۲۰۷، الوفا ۱/۳۳۵، المستند حدیث رقم: ۲۷۱)۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا برتن

لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس میں وضو کرو۔ میں نے پانی کو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹتے دیکھا۔ لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا (بخاری حدیث رقم: ۱۶۹، ۳۵۷۳، مسلم حدیث رقم: ۵۹۴۲، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۳۱، نسائی حدیث رقم: ۷۶، المستند حدیث رقم: ۲۷۲)۔

۵۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ کیلیے نکلے۔ راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی، حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواری کے بعض اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اپنا زادِ سفر اکٹھا کر دیا۔ ہم نے اسکے لیے ایک دسترخوان بچھایا۔ دسترخوان پر سب لوگوں کے پاس موجود کھانا جمع ہو گیا۔ فرمایا میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تاکہ اندازہ لگا سکوں کہ کھانا کتنا ہے۔ میں نے اندازہ لگایا کہ بیٹھی ہوئی بکری کے برابر ڈھیر لگ گیا ہے۔ جبکہ ہم چودہ سو آدمی تھے۔ ہم نے کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ پھر ہم نے اپنے اپنے تھیلے بھی بھر لیے (مسلم حدیث رقم: ۴۵۱۸، المستند حدیث رقم: ۲۷۷)۔

۶۔ حضرت ہیثم بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ احد میں حضرت ابو قتادہ بن نعمان ظفری کی آنکھ نکل گئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آنکھ ان کے ہاتھ پر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو قتادہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت ملے۔ اور اگر چاہو تو میں اسے واپس رکھ دوں اور اللہ سے دعا کروں اور اس میں سے تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ بے شک جنت ایک عظیم اجر ہے اور زبردست عطا ہے لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنی بیویوں کی طرف سے کانے پن کا طعنہ سننے کا خدشہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ میری طرف التفات ہی نہیں کریں گی۔ آپ میری آنکھ بھی مجھے لوٹا دیں اور اللہ سے میرے لیے جنت بھی مانگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو قتادہ میں ابھی کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ انکی دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہو گئی۔ حتیٰ کہ انکی وفات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے جنت کی بھی دعا فرمائی (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۳۵۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/ ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، الوفا ۱/ ۳۳۳، المستند حدیث رقم: ۲۸۴)۔

۷۔ حضرت ابن منکدر تابعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ ؓ روم یا اسر کے علاقے میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔ وہ لشکر کی تلاش میں بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں اچانک ایک شیر ملا۔ آپ نے فرمایا اے ابو حارث! میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ میرے ساتھ اس اس طرح ہوا ہے۔ شیر دم ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا حتیٰ کہ ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ کہیں سے آواز سنتا تو اس کی طرف بھاگ پڑتا تھا۔ پھر آ کر آپ کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ حتیٰ کہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر واپس آ گیا (المصنف لعبد الرزاق حدیث رقم: ۲۰۵۴۴، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۵/۶، شرح السنۃ حدیث رقم: ۳۷۳۲، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۲۸۸، المسند حدیث رقم: ۲۹۱)۔

۸۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا، میں نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ وادی میں تشریف لے گئے۔ اور اس کا نام لے کر اسے آواز دی اے فلانہ، اللہ کے اذن سے مجھے جواب دو۔ وہ نکل آئی اور کہہ رہی تھی لبیک وسعدیک۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس لے آؤں۔ اس نے عرض کیا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ کو ان دونوں سے زیادہ مہربان پایا ہے (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، المسند حدیث رقم: ۲۹۳)۔

۹۔ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے دونوں ٹکڑوں کو درمیان سے چرا ہوا دیکھا (مسلم حدیث رقم: ۷۰۷۶، بخاری حدیث رقم: ۳۶۳۷، المسند حدیث رقم: ۳۰۸)۔

۱۰۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے دو طرح سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپکا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اے اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کیلئے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا ہے اور پہاڑوں

اور زمین پر ٹھہر گیا ہے۔ یہ خیبر کے علاقے میں موضع صہباء کا واقعہ ہے (الشفاء ۱/۱۸۵، مشکل الآثار حدیث رقم: ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، مجمع الزوائد حدیث رقم: ۱۴۰۹۷، المسند حدیث رقم: ۳۰۹)۔

(۵)۔ غیب کی خبریں

عَنْ عَمْرِو بنِ الاَخطَبِ الاَنْصارِی ﷺ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ الفَجرَ وَصَعِدَ المِنبَرَ، فَخَطَبَنا، حَتّیٰ حَضَرَتِ الظُّهرُ، فَنَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمّ صَعِدَ المِنبَرَ، فَخَطَبَنا حَتّیٰ حَضَرَتِ العَصرُ، ثُمّ نَزَلَ فَصَلّٰی، ثُمّ صَعِدَ المِنبَرَ فَخَطَبَنا، حَتّیٰ غَرَبَتِ الشَّمسُ، فَاَخبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا هُوَ کَائِنٌ، فَاَعلَمُنَا اَحفَظُنَا

ترجمہ: حضرت عمرو ابنِ اخطب انصاری ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، بس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا (مسلم حدیث رقم: ۷۲۶۷، المسند حدیث رقم: ۶۲)۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب ﷺ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو جنگ بدر میں مشرکینِ مکہ کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے اور جنگ میں قیدی بن گئے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام قیدیوں کو فدیہ دے کر رہائی حاصل کرنے کی اجازت دی تو حضرت عباس نے کہا کہ: یارسول اللہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپکا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپکی زوجہ ام الفضل نے مل کر دفن کیا ہے؟ حضرت عباس نے عرض کیا اللہ کی قسم یارسول اللہ! اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ مَا عَلِمَهٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُ اُمِّ الْفَضْلِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات تھی جسکا میرے سواء اور میری زوجہ ام الفضل کے سواء کسی کو علم نہیں تھا (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۹۰)۔

(۶)۔ پیش گوئیاں

۱۔ قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی موجود ہے۔ جب ایران والوں نے رومیوں کو شکست دی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی فتح حاصل کریں۔ اللہ کریم نے ان کی خواہش کا بھرم رکھتے ہوئے فرمایا کہ: غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ یعنی اہلِ روم (فارس سے) مغلوب ہو گئے قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے چند سالوں میں (الروم: ۲ تا ۴)۔

یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور رومی چند سالوں میں ہی ایران پر غالب آ گئے۔

۲۔ اگر انسان اور جن سب مل کر بھی قرآن کی مثال لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں لا سکتے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں (بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸)۔ قرآن کی یہ پیش گوئی بھی درست نکلی، آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن کی مثال بنا کر نہیں لا سکا۔

۳۔ ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (الحجر ۱۰: ۹)۔ قرآن کی یہ بات بھی سچی نکلی ہے، قرآن آج تک اسی طرح محفوظ چلا آ رہا ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔

۴۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰی يَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِی الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ، فَقِيْلَ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ؟ قَالَ الْهَرْجُ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر وہ دن نہ آئے کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہ ہوگا وہ کیوں قتل کیا گیا، پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو فرمایا یہ فتنے کا وقت ہوگا (مسلم حدیث رقم: ۷۳۰۴، المستند حدیث رقم: ۳۳۹)۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ثابت ہو چکی ہے، آج بھی پوری دنیا میں قتل وغارت اور دھماکوں کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔

۵۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: اِنَّ

مِن اِشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا ، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ ، وَيَقِلُّ الرِّجَالُ ، وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتّٰی يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

ترجمہ: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور جہالت زیادہ ہو جائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد متولی ہوگا (مسلم حدیث رقم:۶۷۸۶ ، بخاری حدیث رقم:۵۲۳۱ ، ترمذی حدیث رقم:۲۲۰۵ ، ابن ماجہ حدیث رقم:۴۰۴۵، المسند حدیث رقم:۳۴۴)۔

آپ دیکھ سکتے ہیں آج دنیا میں بالکل یہی کچھ ہو رہا ہے، حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِيْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ یعنی تم پر بعد میں آنے والا ہر زمانہ پہلے سے پر خطر ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے (بخاری حدیث رقم:۷۰۶۸، ترمذی حدیث رقم:۲۲۰۶، المسند حدیث رقم:۳۳۱)۔

☆......☆

باب سوم:

بلند ترین سیرت و کردار

(۱)۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں

عام مسلمانوں پر دنیا میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ مگر آپ ﷺ پر چھ نمازیں فرض تھیں۔ چھٹی نماز بھی وہ جو پچھلی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ اسے تہجد کہتے ہیں۔ یہ سب سے مشکل نماز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ بے شمار روزے رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ کسی سوچ میں مبتلا رہتے تھے۔ سہمے سہمے رہتے تھے اور ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے تھے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ اَحْيَانِهٖ (مسلم حدیث رقم:۸۲۶، ابو داؤد حدیث رقم:۱۸، ترمذی حدیث رقم:۳۳۸۴، ابن ماجہ حدیث رقم:۳۰۲، المسند حدیث رقم:۱۴۸۹)۔

اپنی امت کی نسبت کہیں زیادہ عبادات کرنا، مشکل ترین عبادات کرنا اور ہر وقت یادِ

الٰہی میں مصروف رہنا آپ ﷺ کی صداقت پر بہترین قرینہ ہے۔

(۲)۔ بادشاہی میں فقیری

اتنے سارے کمالات، اختیارات اور کثیر تعداد میں صحابہ اور خدمت گار ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہایت سادگی سے وقت گزارا۔

بہت کم کھاتے۔ گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلتی تھی۔ ستو، کھجور اور دودھ وغیرہ پر گزارا کرتے تھے۔ جو کی روٹی پسند فرماتے تھے اور جو کی روٹی بھی آپ نے اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ آپ کا وصال ہو گیا مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ حَتّٰى قُبِضَ (ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۳۴۶)۔

آپ ﷺ نے کبھی ناجائز کنبہ پروری نہیں کی۔ ایک مرتبہ آپ کی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو کام کاج اور محنت مشقت سے پریشان ہو کر ایک نوکر مانگا تو آپ نے فرمایا: اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا، اَوْ اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ، وَ سَبِّحَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ یعنی میں تمہیں اس سے بہتر چیز دیتا ہوں۔ سوتے وقت تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کریں (بخاری حدیث رقم: ۶۳۱۸، مسلم حدیث رقم: ۶۹۱۵، ابوداؤد حدیث رقم: ۵۰۶۲)۔

اکثر زمین پر سوتے تھے۔ سوتی اور سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سوتی چادر اور موٹا تہبند نکال کر لائیں اور لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ ﷺ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِيْظًا، فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ هٰذَيْنِ (مسلم حدیث رقم: ۵۴۴۲، ۵۴۴۳، بخاری حدیث رقم: ۵۸۱۸، ابوداؤد حدیث رقم: ۴۰۳۶، ترمذی حدیث رقم: ۱۷۳۳، ابن ماجہ حدیث رقم: ۳۵۵۱، مسند احمد حدیث رقم: ۲۴۰۹۲، المستند حدیث رقم: ۱۶۴۷)۔

بہت کم آرام کرتے، آپ کے نیچے ایک چادر دوہری کر کے بچھائی جاتی تھی، ایک رات گھر والوں نے آپ کے نیچے وہی چادر چوہری کر کے بچھادی تو آپ کے تہجد کی نماز کے لیے جاگنے میں تاخیر ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگوں نے آج رات میرے نیچے کیا بچھایا تھا؟ گھر والوں نے عرض کیا وہی آپ کا بستر تھا ہم نے اسے چوہرا کر دیا تھا تا کہ آپ کو آرام رہے، فرمایا: اسے پہلے کی طرح کر دو، اس کی نرمی کی وجہ سے میری رات کی نماز میں تاخیر ہوئی ہے (شمائلِ ترمذی صفحہ ۲۲)۔

آپ نے اپنی اولاد کیلئے کوئی میراث نہیں چھوڑی۔ بلکہ فرمایا: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ یعنی ہم انبیاء لوگ کسی کے وارث نہیں ہوتے نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے (موطا امام محمد ۳۱۹، موطا امام مالک کتاب الکلام باب ماجاء فی ترکۃ النبی ﷺ حدیث رقم: ۲۷، مسلم حدیث رقم: ۴۵۷۷، بخاری حدیث رقم: ۳۰۹۴، ترمذی حدیث رقم: ۱۶۱۰، نسائی حدیث رقم: ۴۱۴۸، ابوداؤد حدیث رقم: ۲۹۶۳، المستند حدیث رقم: ۱۰۵۳)۔

آپ نے کبھی صدقہ نہیں کھایا بلکہ اپنے خاندان والوں پر بھی صدقہ حرام قرار دیا۔ آپ کے نواسے حضرت امام حسن ؓ چھوٹے تھے تو انہوں نے ایک دن صدقے کی کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ نے کخ کخ کر کے ان کے گلے سے وہ کھجور نکلوا دی۔ اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم صدقہ نہیں کھاتے اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ (مسلم حدیث رقم: ۲۴۷۳، بخاری حدیث رقم: ۱۳۹۱، المستند حدیث رقم: ۱۰۸۲)۔

آپ دنیا سے مکمل طور پر بے رغبت تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ كَفَافًا یعنی اے اللہ محمد کی آل کو رزقِ گزارا عطا فرما (مسلم حدیث رقم: ۲۴۲۷، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، بخاری حدیث رقم: ۶۴۶۰، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۶۱، ابن ماجہ حدیث رقم: ۴۱۳۹، مسند احمد حدیث رقم: ۹۷۶۷، المستند حدیث رقم: ۱۵۸۳)۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ

خَمسٍ شَبَابَکَ قَبلَ ھَرَمِکَ وَصِحَّتَکَ قَبلَ سَقَمِکَ وَغِنَاکَ قَبلَ فَقرِکَ وَفَرَاغَکَ قَبلَ شُغلِکَ وَحَیَاتَکَ قَبلَ مَوتِکَ یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو غربت سے پہلے، اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے (شرح السنۃ حدیث رقم: ۴۰۲۰، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۸۰۱۰، المسند حدیث رقم: ۱۵۸۵)۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلَا اِنَّ الدُّنیَا مَلعُونَۃٌ وَمَلعُونٌ مَا فِیھَا اِلَّا ذِکرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَو مُتَعَلِّمٌ یعنی خبردار دنیا پر لعنت ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر لعنت ہے، سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس چیز کے جو اس سے تعلق رکھے اور عالم اور طالب علم کے (ترمذی حدیث رقم: ۲۳۲۲، ابن ماجہ حدیث رقم: ۴۱۱۲، المسند حدیث رقم: ۱۵۸۶)۔

حضرت سہل ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَو کَانَتِ الدُّنیَا تَعدِلُ عِندَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِراً مِنھَا شَربَۃً یعنی اگر دنیا کی وقعت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس میں سے کسی کافر کو پانی تک نہ پلاتا (ترمذی حدیث رقم: ۲۳۲۰، ابن ماجہ حدیث رقم: ۴۱۱۰، المسند حدیث رقم: ۱۵۸۷)۔

ہر قسم کی سہولیات میسر ہونے کے باوجود اور کثیر تعداد میں خدمت گار دستیاب ہونے کے باوجود، دنیا سے اس قدر بے نیازی اور بے رغبتی، کوئی دنیوی جائیداد نہ چھوڑنا اور اپنی آل پر صدقہ حرام قرار دینا آپ کے سچا نبی ہونے پر بہترین قرائن ہے۔

(۳)۔ انسانیت کی خدمت کا درس

اسلام نے انسان کو بڑی عزت دی ہے خواہ اسکا تعلق کسی بھی طبقے، قوم یا مذہب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِی اٰدَمَ یعنی ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی (بنی اسرائیل: ۷۰)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِرحَمُوا مَن فِی الاَرضِ یَرحَمکُم مَن فِی السَّمَآءِ

یعنی جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو، جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۹۴۱، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۲۳، مسند احمد حدیث رقم: ۶۵۰۱، المستند حدیث رقم: ۱۶۳۷)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ ، فَاَحَبُّهُمْ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُهُمْ لِعِیَالِهٖ یعنی اللہ کی مخلوق اس کے اہل وعیال ہیں۔ اللہ کو وہ انسان سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ کے اہل وعیال سے اچھا سلوک کرے (مسند ابی یعلیٰ حدیث رقم: ۳۳۱۵، المستند حدیث رقم: ۱۶۳۸)۔

مخلوق پر شفقت اور رحمت کی انتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی اے نبی ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء: ۱۰۷)۔

(۴)۔ دلوں پر بادشاہی

قَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِیْنَ وَجَّهَتْهُ قُرَیْشٌ عَامَ الْقَضِیَّةِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَرَاٰی مِنْ تَعْظِیْمِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ مَا رَاٰی ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوْکِ وَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ وَکِسْرٰی وَالنَّجَاشِیِّ وَاللّٰہِ اِنْ رَاَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا یُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَکَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْهِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَیْکُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا

ترجمہ: ایک مرتبہ عروہ بن مسعود کو جب قریش نے صلح حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو انہوں نے صحابہ کو نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ جب عروہ واپس اپنے دوستوں کے پاس گئے تو کہنے لگے۔ اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے اصحاب کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی محمد کی تعظیم محمد کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اگر

بلغم بھی پھینکتا ہے تو وہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں گرتی ہے پھر وہ اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا ہے۔ جب وہ انہیں کوئی حکم دیتا ہے تو اس کی تعمیل میں سارے کے سارے بھاگ پڑتے ہیں۔ وہ جب وضو کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ اسکے پانی سے برکت حاصل کرنے کیلئے آپس میں لڑ پڑیں گے۔ جب وہ بولتا ہے تو وہ لوگ اسکے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اس کے ادب کی وجہ سے اسکی طرف نگاہیں جما کر نہیں دیکھتے۔ اس نے تم لوگوں کے سامنے ہدایت کا راستہ پیش کیا ہے لہٰذا اسے قبول کرلو (بخاری حدیث رقم: ۲۷۳۱، المسند حدیث رقم: ۳۶)۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ

ترجمہ: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے اصحاب آپکے اردگرد موجود تھے۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ ایک بھی بال گرے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں جائے (مسلم حدیث رقم: ۶۰۴۳، المسند حدیث رقم: ۳۷)۔

اتنی ٹھاٹھ کے باوجود آپ نے کبھی خدائی دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہلانا پسند فرمایا۔

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ سَئَلَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ آيَةً ، فَقَالَ لَهٗ قُلْ لِتِلْكَ الشَّجَرَةِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْكِ قَالَ فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ عَنْ يَمِيْنِهَا وَشِمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوْقُهَا ، ثُمَّ جَاءَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ تَجُرُّ عُرُوْقَهَا مُغْبَرَّةً حَتّٰى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ اِلٰى مَنْبَتِهَا، فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوْقَهَا فَاسْتَوَتْ، فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ ائْذَنْ لِيْ اَسْجُدْ لَكَ ، قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْءَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ، قَالَ فَاْذَنْ لِيْ اَنْ اُقَبِّلَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ فَاَذِنَ لَهٗ

ترجمہ: حضرت بریدہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اس درخت سے کہو تمہیں رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ وہ

درخت دائیں بائیں جھکا اور آگے پیچھے جھکا حتیٰ کہ اسکی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر زمین کو چیرتا ہوا، اپنی جڑیں گھسیٹتا ہوا، گرد اڑاتا ہوا آ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا السلام علیک یارسول اللہ۔ دیہاتی نے کہا اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ وہ واپس چلا گیا، اپنی جڑیں گاڑ دیں اور سیدھا ہو گیا۔ دیہاتی نے عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجیے میں آپکو سجدہ کروں۔ فرمایا اگر میں کسی انسان کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس نے کہا چلیے مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی (الشفاء جلد ا صفحہ ۱۹۶، المستدرک حدیث رقم: ۲۶۲)۔

یہ ہے ان کی عاجزی، بندگی اور حقیقت پسندی۔

☆......☆

باب چہارم:

کامیابیاں

(۱)۔ سب سے پہلے کون ایمان لایا

کسی کے سیرت و کردار کو پرکھنے کا مناسب ترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اس کے بچپن کے دوست سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کی بیوی سے معلومات لی جائیں، یا پھر اس کے گھریلو خادم سے معلومات لی جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ کے بچپن کے یار سیدنا ابوبکر صدیق، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ اور آپ کے خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے شفاف کردار اور نبوت کے دعویٰ میں سچا ہونے کا سیدھا سیدھا ثبوت ہے۔

آپ کی صورت مبارک حسن و جمال اور نورانیت کا پیکر تھی۔ چہرے پر ایسا وقار اور اس میں ایسی خاص کشش تھی کہ دیکھنے والا محض دیکھ کر ہی آپ کی صداقت کو تسلیم کر لے۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے ہجرت کے موقع پر جب آپ کو دیکھا تو چہرے سے ہی سمجھ لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا (ترمذی حدیث رقم: ۲۴۸۵)۔

(۲)۔ بادشاہوں کا اعتراف

(۱)۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب قریش مکہ نے مسلمانوں کو بے حد ستایا تو مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ قریش مکہ نے پیچھا کرتے ہوئے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچ گئے اور مسلمانوں کو واپس بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی نے یکطرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے مسلمانوں کو بھی بلالیا۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ کا دین کیا کہتا ہے؟

مسلمانوں کے ترجمان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی۔ ہم بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، رشتہ داروں سے تعلق توڑتے تھے، ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کی عالی نسبی، سچائی، امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اسکے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فحاشیوں میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ہم نے اس پیغمبر کو سچا مانا، ان پر ایمان لائے اور انکے لائے ہوئے دین میں انکی پیروی کی۔ چنانچہ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور جن باتوں کو اس پیغمبر نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو حلال بتایا انہیں حلال جانا۔ اس پر مکہ کے لوگ ہم سے بگڑ گئے۔ انہوں نے ہم پر ظلم وستم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے ہٹانے کیلئے طرح طرح کی سزائیں دیں تا کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں، اور جن گندی چیزوں کو حلال سمجھتے تھے انہیں پھر حلال سمجھنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر بہت قہر اور ظلم کیا، ہم پر زمین تنگ کردی اور ہمارے درمیان اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم نے

آپکے ملک میں آنے کا فیصلہ کیا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نجاشی نے کہا: وہ پیغمبر جو کچھ لائے ہیں اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ حضرت جعفر ﷜ نے کہا ہاں! نجاشی نے کہا: ذرا مجھے بھی پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ نجاشی کے تمام اُسقف بھی حضرت جعفر ﷜ کی تلاوت سن کر اس قدر روئے کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لیکر آئے تھے، دونوں ایک ہی فانوس سے نکلے ہوئے ہیں۔ اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں کے مخالفین سے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور نہ یہاں ان کے خلاف کوئی چال چلنے دوں گا۔

اس حکم پر مخالفین وہاں سے نکل گئے۔ نجاشی بادشاہ چونکہ عیسائی تھا، اگلا دن آیا تو عمرو بن عاص نامی ایک قریشی نے نجاشی سے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلا بھیجا۔ وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمان کیا کہتے ہیں۔ اس دفعہ مسلمانوں کو گھبراہٹ ہوئی۔ لیکن انہوں نے طے کیا کہ پہلے کی طرح سچ ہی بولیں گے۔ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو۔ چنانچہ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس نے سوال کیا تو حضرت جعفر ﷜ نے فرمایا:

ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ لے کر آئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری پاکدامن حضرت مریم کی طرف القا کیا تھا۔

اس پر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور بولا: خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔

اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: جاؤ! تم لوگ میرے ملک میں امن و امان سے رہو۔ جو تمہیں گالی دے گا اس پر تاوان لگایا جائے گا۔ مجھے گوارا نہیں کہ میں تم میں سے کسی آدمی کو ستاؤں خواہ اس کے بدلے مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے (سیرۃ ابن ہشام جلد ا صفحہ ۳۳۶)۔

(۲)۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا۔ اس

دوران مکہ سے حضرت ابوسفیان بھی تجارت کے لیے روم گئے ہوئے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل نے حضرت ابوسفیان کو بلا بھیجا۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہرقل نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے مترجم کو بلایا اور اس نے کہا ان سے کہو کہ میں اس پر کچھ سوال کروں گا، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم لوگ پیچھے سے بتا دینا کہ یہ جھوٹا ہے۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ: بخدا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا، پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس سے پوچھو کہ تم میں اس نبی کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں اچھے نسب والے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا ان کے آباء میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا ان کی پیروی امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ۔ اس نے پوچھا ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا وہ دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس نے پوچھا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کیا کوئی ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے پلٹ جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا ان کا تمہارے ساتھ جنگ میں کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔ اس نے پوچھا کبھی انہوں نے عہد شکنی کی؟ میں نے کہا نہیں، لیکن جس دوران ہم یہاں ہیں ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔ حضرت ابوسفیان کہتے ہیں بخدا! اس ایک جملہ کے سواء مجھے اور کسی بات کو اپنی گفتگو میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ملی۔ اس نے پوچھا کیا ان سے پہلے کسی اور نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔

پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس کو بتاؤ: میں نے تم سے انکے خاندان کے متعلق پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم میں اچھے حسب والے ہیں، اور قاعدہ بھی ہے کہ انبیاء اپنی قوم کے سب سے اچھے حسب سے مبعوث ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کیا انکے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ اگر انکے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ انہوں نے اپنے آباء کی حکومت حاصل کرنے کیلئے یہ دعویٰ کیا ہو۔ پھر میں نے پوچھا

کہ انکے پیروکار غریب لوگ ہیں یا حیثیت والے؟ تم نے کہا بلکہ وہ غریب لوگ ہیں، اور رسولوں کے پیروکاروں میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا اس دعوئی سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا نہیں! سو میں نے جان لیا کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر کب جھوٹ باندھے گا! میں نے تم سے کہا کیا انکے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہوکر انکے دین سے مرتد ہو جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں اور دل میں ایمان کے رچ جانے کے بعد یہی ہوتا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا انکے پیروکار زیادہ ہورہے ہیں یا کم؟ تم نے کہا وہ زیادہ ہورہے ہیں اور ایمان لانے کا یہی قاعدہ ہے حتی کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا کبھی تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا ہاں جنگ کی ہے اور کبھی اسکو وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم اور یہی قاعدہ ہے، پہلے رسولوں کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا ہے، پھر آخر فتح انہی کی ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی کی ہے؟ تم نے کہا وہ عہد شکنی نہیں کرتے اور یہی قاعدہ ہے رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے یہ دعوئی کیا تھا؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ ان سے پہلے کوئی شخص یہ دعوئی کرتا تو میں یہ کہتا کہ اس شخص نے اس پہلے والے کی اتباع کی ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تم کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوۃ دینے، صلہ رحمی کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم نے سچ بیان کیا ہے تو وہ واقعی نبی ہیں اور مجھے علم تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اس کا ظہور تم میں ہوگا! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملاقات کو پسند کرتا، اور اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ان کے مبارک قدموں کو دھوتا، انکی حکومت یہاں تک ضرور پہنچے گی جہاں میں کھڑا ہوں، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ مکتوب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامتی سے رہو گے، اسلام قبول کرلو، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمہارے پیروکاروں کے منہ پھیرنے کا گناہ

بھی تم پر ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): اے اہل کتاب آؤ اس بات کو قبول کرلو جو ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاقی ہے، یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سواہ کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سواہ کسی کو معبود نہیں جانے گا اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو کہہ دو گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

جب ہرقل اس مکتوب کو پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے سامنے شور مچ گیا اور بکثرت آوازیں آنے لگیں، اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دیا اور ہم کو نکال دیا گیا، باہر آنے کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی اہمیت اب بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ روم کا بادشاہ بھی ان سے بہت ڈرتا ہے اس کے بعد مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو عنقریب غلبہ حاصل ہوگا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کردیا (بخاری حدیث رقم: ۵۱، مسلم حدیث رقم: ۴۶۰۷، ابوداؤد حدیث رقم: ۵۱۳۶، ترمذی حدیث رقم: ۲۷۱۸)۔

(۳)۔ کامیاب ترین ہستی

ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے ایک غریب اور معزز ترین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پہلے ہی والد ماجد کا سایہ اٹھ گیا اور والدہ ماجدہ اور دادا جان نے پرورش فرمائی۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی شرافت اور دیانت میں معروف ترین ہستی تھے۔ لوگ آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ آپ نے کسی انسان کے پاس نہیں پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود جب پہلی وحی نازل کی تو فرمایا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ اپنے رب کے نام سے پڑھ (العلق: ۱)۔ پھر دوسرا حکم نازل فرمایا: قُمْ فَاَنْذِرْ اے محبوب اٹھیں اور تبلیغ کریں (المدثر: ۲)۔

جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو لوگ حیران تھے کہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ انہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ یہ اچانک اتنا فصیح و بلیغ کلام کیسے بولنے لگ گئے، جس جیسا ایک جملہ بھی ہم نہیں بنا سکتے۔ اب وہ لوگ آپ ﷺ کو جھٹلا بھی نہیں سکتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کا سابقہ ریکارڈ بڑا صاف تھا۔ قرآن نے بھی آپ ﷺ کے سابقہ ریکارڈ کو چیلنج کے طور پر پیش

کیا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں (یونس:۱۶)۔

آپ ﷺ نے اسلام کے مشن کو اکیلے شروع فرمایا۔ پھر اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت دی۔ پھر شہر والوں تک اور پھر پوری دنیا تک اس پیغام کو پہنچایا۔ بہترین ساتھی تیار کیے اور مشکل ترین مراحل سے گزار کر اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ زمین کے وسیع خطے پر اسلامی حکومت قائم کر کے دکھا دی اور اس میں اسلام نافذ کر کے دکھا دیا۔ اسلام کے کھیت کو اپنی آنکھوں سے لہلہاتا ہوا دیکھا۔ اپنی امت کو اس مشن کے قائم رکھنے پر برانگیختہ کیا اور اس کے لیے مکمل طریقہ اور راستہ متعین فرما دیا۔ جب اس دنیا سے جانے کا وقت آیا تو آخری حج کے موقع پر لاکھوں افراد کی موجودگی میں خطبہ دیا جس کا نام خطبہ حجۃ الوداع ہے۔

(۴)۔ خطبہ حجۃ الوداع

''لوگو! شاید آئندہ سال میری تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ تمہارے خون اور تمہارے مال آج کے دن کی عظمت کی طرح اس مہینے میں اور اس شہر میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ آج جہالت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ زمانہ جہالت کی دشمنیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے میں عباس ابن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے انہیں تمہاری پناہ میں دیا ہے اور اپنے کلام کے ذریعے ان کی شرم گاہیں تمہارے لیے حلال کی ہیں۔ عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سلائیں۔ اگر وہ ایسی حرکت کریں تو انہیں ضرورت کے مطابق محتاط سزا دو۔ عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم انہیں اچھے طریقے سے کھانا اور لباس دو۔ خبردار! تمہارا رب ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اگر فضیلت ہے تو تقوے سے ہے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے ہے۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں

اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنا۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوۃ دینا، اپنے رب کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اگر ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔ اے لوگو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور ایک دوسرے کی گردن مت مارنے لگنا۔ میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ سب نے جواب دیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک احکام پہنچا دیے، تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور بھلائی کی انتہا کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، اسی انگلی سے لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں جو غیر حاضر ہیں۔ کتنے ہی سننے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ سنی ہوئی بات آگے بتاتے ہیں تو اگلا ان سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے'' (مسلم حدیث رقم: ۲۹۵۰، ابو داؤد حدیث رقم: ۱۹۰۵، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۳۰۷۴، سنن الدارمی حدیث رقم: ۱۸۵۶، المستدرک حدیث رقم: ۱۱۷۵)۔

جب آپ اس خطبہ سے فارغ ہوئے تو قرآن کی آیت نازل ہوئی: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے (المائدۃ: ۳)۔

اس خطبے کو غور سے پڑھیے۔ بار بار پڑھیے۔ ہم نے دنیا کی بڑی بڑی شخصیات کے کلام سے اس کا موازنہ کیا ہے۔ آج تک دنیا کا کوئی دوسرا انسان ایسا کلام نہیں کہہ سکا۔ نہ ہی کوئی ایسی تعلیم دے سکا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا عملی نمونہ پیش کر سکا ہے۔

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ خطبہ آج کل اقوام متحدہ کے منشور میں شامل ہے۔

ایک غیر مسلم مفکر مائیکل ہارٹ لکھتا ہے کہ:

It is this unparalleled combination of secular and religious influence wich I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history.

ترجمہ:۔ دین اور دنیا کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے کی یہ ایسی بلامقابلہ کامیابی ہے جو میرے نزدیک محمد کو انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب شخصیت قرار دیے جانے کا حقدار بناتی ہے۔

(The hundred page No:10)

(۵)۔ ذکر ان کا بلند رہتا ہے

ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت آج بھی ہر شخص آسانی سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں ہر لحظہ آپ ﷺ کا نام نامی اذانوں میں بلند ہو رہا ہے۔ انتہائی مشرقی ملک انڈونیشیا سے آذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سورج کی رفتار کے ساتھ ساتھ ایک ہی وقت کی آذان قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک آگے سفر کرتی ہے اور انڈونیشیا کے تمام جزائر سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش انڈیا پھر پاکستان پھر مسقط پھر ایران، پھر عرب شریف پھر مصر پھر ترکی پھر سپین اور پھر دیگر مغربی ممالک میں یہی آواز بلند ہوتی ہے۔ یہ تو ہم نے صرف وہ ممالک گنے جو مشرق سے لیکر مغرب تک ایک ہی سیدھ میں واقع ہیں۔ ان تمام ممالک کی چوڑائی اور انکے دائیں بائیں واقع ایشیائی اور افریقی ممالک ابھی باقی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ صرف ایک وقت کی آذان کا قصہ ہے۔ جبکہ ایک وقت کی اذان مشرق سے چل کر ابھی انتہائے مغرب تک نہیں پہنچی ہوتی کہ اتنے میں دوسری آذان کا وقت ہو جاتا ہے۔ دن بھر میں پانچ اذانوں کا منظر خود سمجھ لیجیے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے محبوب ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پر اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا شمار امکان سے باہر ہے اور یہ پوری دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ آپ ﷺ کی شان میں نعتیں، قصائد اور رباعیات ہر زبان میں لکھی گئی ہیں اور ان کی تعداد بھی دنیا میں ریکارڈ تعداد ہے۔

(۶)۔ آپ کے خلفاء کی شان

آپ ﷺ کے تمام صحابہ اور اہل بیت علیہم الرضوان آپکی تعلیمات کے امین تھے۔ خصوصاً چار خلفاءِ راشدین اپنے اپنے دور کے قطب تھے اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا کامل آئینہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کا پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو

اپنے سابقہ معمول کے مطابق چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے چل پڑے۔ راستہ میں حضرت عمرؓ ملے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا بازار میں چادریں بیچنے کے لیے جا رہا ہوں۔ حضرت عمر نے عرض کیا اگر آپ تجارت کرتے رہے تو خلافت کی ذمہ داری کیسے ادا ہوگی۔ فرمایا پھر اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ انہوں نے عرض کیا خزانچی ابوعبیدہ کے پاس چلتے ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے امین الامت کا لقب دیا ہے۔ وہ آپ کا وظیفہ مقرر کردیں گے۔ دونوں انکے پاس پہنچے۔ انہوں نے درمیانے درجے کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ کی زوجہ نے آپ سے عرض کیا کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس کے لیے پیسے نہیں۔ آپ کی زوجہ نے کئی دنوں تک تھوڑا تھوڑا جمع کر کے میٹھے کی تیاری کرلی۔ آپ نے فرمایا تجربے سے معلوم ہوا کہ جتنا تم بچاتی رہی ہو اتنا ہم بیت المال سے فالتو حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے وہ جمع شدہ رقم بھی بیت المال میں واپس کردی اور آئندہ اسی مقدار کے مطابق اپنی تنخواہ بھی کم کرادی۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ بنے تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تجارت کرتا تھا۔ اب آپ لوگوں نے مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ اب میری گزراوقات کا کیا طریقہ ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰؓ نے عرض کیا کہ بیت المال میں سے اتنا لے لیا کریں۔ جو متوسط طریقے سے آپ کے گھر والوں کے لیے کافی ہو۔ حضرت عمر نے اس بات کو پسند فرمایا اور یہی مقدار طے ہوگئی۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دوسرے صحابہ علیہم الرضوان نے آپس میں بیٹھ کر حضرت عمر کی غیر موجودگی میں ان کے وظیفہ میں اضافہ کرنے پر غور کیا۔ مگر یہ حضرات، حضرت عمر کی خدمت میں عرض کرنے کی ہمت نہ کرسکے۔ اس کے لیے انہوں نے حضرت عمر کی بیٹی حضرت حفصہ سے بات کی جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں کہ آپ حضرت عمر کی رائے معلوم کر کے ہمیں بتائیں مگر ہمارا نام نہ لیں۔ انہوں نے حضرت عمر سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے ایسی تجویز دینے والوں کے نام معلوم ہو جائیں تو میں انہیں سخت سزا دوں۔ تم ہی بتاؤ، نبی کریم ﷺ کا سب سے اعلیٰ لباس تمہارے گھر میں کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا دو کپڑے گیروی رنگ کے جنہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن یا کسی وفد

سے ملاقات کیلیے پہنتے تھے۔ پھر فرمایا سب سے اعلیٰ کھانا کیا تھا؟ انہوں نے عرض کی جو کی روٹی۔ پھر فرمایا اچھے سے اچھا بستر کیا تھا جو تمہارے ہاں بچھاتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا ایک موٹا کپڑا جسے آپ گرمیوں میں چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے تھے اور آدھا اوپر لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا حفصہ ان لوگوں کو بتا دو کہ میں نبی کریم ﷺ کے راستے پر چلوں گا۔

جب آپ ﷺ کے خلفاء کے تقویٰ اور طہارت کا یہ عالم ہے تو آپ کی اپنی شان کا اندازہ لگائیے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

☆......☆

باب پنجم:

آخری نبی ﷺ اور آپ کا پیغام

عالم گیری مشن کا داعی ہونے کی وجہ سے ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہر موضوع پر لوگوں کو تعلیمی راہنمائی دی ہے۔ ہر کام خود کر کے دکھایا ہے اور دین کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

اگر کوئی نیا مسئلہ سامنے آ جائے جس کا حل قرآن وسنت میں موجود نہ ہو تو اسے حل کرنے کے لیے علماء کو اجتہاد کا حکم دیا گیا ہے اور تبلیغ دین کی ذمہ داری امت کو سونپ دی گئی ہے۔

آپ کے رسول بن کر تشریف لاتے ہی کاغذ ایجاد ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاک سسٹم بھی جاری ہو گیا تھا۔ آج پوری دنیا پریس اور میڈیا کے ذریعے آپس میں مربوط ہو چکی ہے۔ ایک ہی نبی کا پیغام دنیا کے کسی بھی کونے تک پہنچانا بالکل آسان ہو چکا ہے۔ یہ باتیں آپ ﷺ کی عالم گیر نبوت کے ساتھ گہری مناسبت رکھتی ہیں۔ گویا عالم گیر نبوت کو عالمی سطح تک عام کرنے کے لیے آج کا میڈیا ایک خدائی بندوبست ہے۔

ان تمام انتظامات کے ہوتے ہوئے اب کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی حدیث رقم: ۲۲۱۹، بخاری حدیث

رقم: ۳۶۰۹، مسلم حدیث رقم: ۲۳۴۲)۔

غور فرمایئے جس ہستی کے پاس ہر موضوع پر وسیع ترین علم موجود ہو۔ عظیم ترین حکومتی اختیارات موجود ہوں، دلوں پر حکومت ایسی ہو کہ لوگ اسکے بالوں اور ناخنوں کو بھی تبرک سمجھ کر سنبھال لیتے ہوں۔ اسکے ایک ایک شاگرد کی مثال دنیا کے بادشاہوں میں بھی نہ ملتی ہو۔ ایسی ہستی اگر اپنے آپکو سجدہ کرواتی اور خدائی دعویٰ کرتی تو اس وسیع دنیا میں یہ سب کچھ بڑے آرام سے چل سکتا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے ہمیشہ عاجزی اختیار کی۔ خود کو اللہ کا بندہ کہا۔ اپنے ہر کمال کو اللہ کی عطا قرار دیا، ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے۔ لوگوں تک پیغام پہنچایا تو یہی پہنچایا کہ اللہ کے سواء کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور محمد خدا بھی نہیں اور خدا کے بیٹے بھی نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے سابقہ گناہوں کی بخشش ہونی چاہیے! آپ ﷺ نے فرمایا: اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ یعنی اے عمرو جب کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (مسلم حدیث رقم: ۳۲۱)۔

آیئے! اسلام کے مہربان دروازے آپ کیلئے کھلے ہیں۔ اپنے ماضی کے گناہوں کی وجہ سے مایوس نہ ہوں، نبی کریم ﷺ کی رحمت آپکو اپنی باہوں میں لینے کیلئے بے تاب ہے، پڑھیے!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں۔

La ilāha illallah Muhammad ur rasulullah

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمْ

☆......☆......☆

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے۔
صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ (مسند الفردوس: ۳۷۱۰)

تینوں ویکھ کے چمن شرمایا

جہانِ رنگ و بو میں کوئی اُن جیسا نہیں ہو گا
نہ ہی افلاک میں ہو گا نہ بر فرشِ زمیں ہو گا

کہیں قرآن میں شاہد کہیں پر شمسِ نورانی
کہیں قد جائے گم ہو گا کہیں نورِ مبیں ہو گا

نبی کی شان کے منکر تجھے جھکنا پڑے گا ہی
حشر میں تم بھی جاؤ گے یہ عاصی بھی وہیں ہو گا

بڑے حیران ہوں گے پھر یہودی بھی نصاریٰ بھی
کہ جب اوجِ براہیمی ترے زیرِ نگیں ہو گا

انہیں میں ڈھونڈھ ہی لوں گا صراط و حوض و میزاں پر
نگاہیں مضطرب ہوں گی مگر دِل کو یقیں ہو گا

بروزِ حشر تکتے ہی اُنہیں پہچان لیں گے ہم
سراپا حسنِ یزدانی ہمارا مہ جبیں ہو گا

نہیں ہے قاسمی ایسا کوئی توشہ و سرمایہ
نبی کے عشق کا ذرّہ اگر دِل میں کہیں ہو گا